قسط ۱

وحدتِ ادیان

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

" وحدت ادیان" ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس کا شکار وہ لوگ تیزی سے ہو رہے ہیں، جنہیں ہمارے ہاں اونچی سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ اور صرف ہمارے ہاں یعنی پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام ترقی پذیر اور خصوصاً اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح تیزی سے اس طبقے میں پھیلائی جا رہی ہے جو اپنے مالی، کاروباری، سیاسی یا عہدوں کے ساتھ ساتھ ڈپلومیٹک (Diplomatic) (سفارتی) اسٹاف اور سفارت مشنز (Foreign Missions) میں کام کرنے والے لوگوں میں بھی اس کا چرچا عام ہے۔ بعض ممالک میں بعض تنظیموں نے چند قدم آگے بڑھ کر اس حوالہ سے کانفرنسوں اور سیمینارز کا اہتمام بھی کیا ہے اس اصطلاح کے موجدوں اور اس کے ترویج واشاعت کے ذمہ داروں کا اگلا ہدف یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیم کے ادارے ہیں۔ جہاں تعلیمی کیڈر سے تعلق رکھنے والے آزاد خیال لوگوں کو بطور ایجنٹ استعمال کرنے اور اس مکروہ نعرہ کو مقبول عام بنانے کے لئے کام شروع کر دیا گیا ہے اور بعض ملکوں میں (بشمول پاکستان کے بعض شہر) اندر ہی اندر یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اب اساتذہ اور پڑھے لوگ پبلک مقامات (Public Places) اور انٹر یونیورسٹی (اندرون جامعات) ہونے والی تقاریب میں مل بیٹھنے اور چائے و ریفرشمنٹ کے وقفوں میں اس پر گفتگو کرنے لگے ہیں یوں تو وحدت ادیان پر گزشتہ نصف صدی سے وقتاً فوقتاً مختلف

...شوشے چھوڑے جا رہے ہیں مگر نئے انداز سے "وحدت ادیان" کا تصور اس نیو ورلڈ ...پیش کردہ ہے جسے اس صدی کا بدنام زمانہ منصوبہ کہا جانا چاہیئے۔ اس تصور کو عام ...لئے دو باتوں کو بطور خاص پیش کیا جا رہا ہے اور وہ دو باتیں بظاہر بڑی سادہ ...کے پیچھے موجود کفر وضلالت کا ایک طوفان ہے جو بہت جلد اہل اسلام کو اپنی لپیٹ ...لپیٹ کرنا چاہتا ہے۔

...پریس میں اس موضوع پر آئے دن مضامین و مقالات شائع ہو رہے ہیں ...کہ ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا اکیسویں صدی ایک نئے مذہب ...جو اسلام، یہودیت اور نصرانیت کا ملغوبہ ہوگا؟ وہ دو باتیں جن کی طرف لوگوں ...کے ساتھ متوجہ کیا جا رہا ہے وہ ہیں۔

...مشترکہ عبادت گاہوں کی تعمیر　　(۲) مشترکہ کتاب مقدس کی اشاعت۔

...پہلی اسکیم یا منصوبہ یہ ہے کہ تمام ممالک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اب بڑی بڑی مساجد کی بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جن کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے ایک یہودیوں کے لئے اور ایک عیسائیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ اپنے اپنے مذاہب کے مطابق عبادت کر سکیں اور اس ہال یا عمارت کو مشترکہ عبادت گاہ کا نام دیا جائے جو وحدت ادیان کی علامت بن کر ابھرے۔ آگے چل کر اس ہال کے تین حصوں کو ایک ہی بنانے اور اس میں ہر تین مذاہب کے لوگوں کو آزادانہ شانہ بشانہ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق دینا ہے۔ ابتدائی طور پر جہاں ایسے مشترکہ ہال تعمیر کرنے میں دشواری ہو وہاں مستقبل کی رہائشی اسکیموں میں عبادت گاہوں کے نام سے پلاٹ اس طرح مخصوص کئے جائیں کہ جب ان پلاٹوں پر مسجد تعمیر ہو تو اسی کے ساتھ ایک طرف چرچ اور دوسری طرف ٹمپل (یہودی عبادت گاہ) بھی تعمیر کی جائے۔

قسط ۱

وحدتِ ادیان

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

" وحدت ادیان" ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس کا شکار وہ لوگ تیزی سے ہو رہے ہیں جنہیں ہمارے ہاں اونچی سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ اور صرف ہمارے ہاں یعنی پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام ترقی پذیر اور خصوصاً اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح تیزی سے اس طبقے میں پھیلائی جا رہی ہے جو اپنے مالی، کاروباری، سیاسی یا بیوروکریٹک ساتھ ساتھ ڈپلومیٹک (Diplomatic) سفارتی) اسٹاف اور فارن مشنز (Foreign Missions) میں کام کرنے والے لوگوں میں بھی اس کا چرچا عام ہے۔ بعض ممالک میں بعض تنظیموں نے چند قدم آگے بڑھ کر اس حوالہ سے کانفرنسوں اور سیمینارز کا اہتمام بھی کیا ہے اس اصطلاح کے موجدوں اور اس کے ترویج و اشاعت کے ذمہ داروں کا اگلا ہدف یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیم کے ادارے ہیں۔ جہاں تعلیمی کیڈر سے تعلق رکھنے والے آزاد خیال لوگوں کو بطور ایجنٹ استعمال کرنے اور اس مکروہ نعرہ کو مقبول عام بنانے کے لئے کام شروع کر دیا گیا ہے اور بعض ملکوں میں (بشمول پاکستان کے بعض شہر) اندر ہی اندر یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اب اساتذہ اور پڑھے لوگ پبلک مقامات (Public Places) اور انٹر یونیورسٹی (اندرون جامعات) ہونے والی تقاریب میں مل بیٹھنے اور چائے و ریفرشمنٹ کے وقفوں میں اس پر گفتگو کرنے لگے ہیں یوں تو وحدت ادیان پر گزشتہ نصف صدی سے وقتاً فوقتاً مختلف

ممالک میں شوشے چھوڑے جا رہے ہیں مگر نئے انداز سے "وحدت ادیان" کا تصور اس نیو ورلڈ آرڈر کا پیش کردہ ہے جسے اس صدی کا بدنام زمانہ منصوبہ کہا جانا چاہیئے۔ اس تصور کو عام کرنے کے لئے دو باتوں کو بطور خاص پیش کیا جا رہا ہے اور وہ دو باتیں بظاہر بڑی سادہ ہیں مگر ان کے پیچھے موجود کفر و ضلالت کا ایک طوفان ہے جو بہت جلد اہل اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے کر ملیا میٹ کرنا چاہتا ہے۔

بین الاقوامی پریس میں اس موضوع پر آئے دن مضامین و مقالات شائع ہو رہے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا اکیسویں صدی ایک نئے مذہب کی صدی ہوگی جو اسلام، یہودیت اور نصرانیت کا ملغوبہ ہوگا؟ وہ دو باتیں جن کی طرف لوگوں کو انتہائی مکاری کے ساتھ متوجہ کیا جا رہا ہے وہ ہیں۔

۱۔ مشترکہ عبادت گاہوں کی تعمیر (۲) مشترکہ کتاب مقدس کی اشاعت۔

پہلی اسکیم یا منصوبہ یہ ہے کہ تمام ممالک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں اب بڑی بڑی مساجد کی بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جن کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے ایک یہودیوں کے لئے اور ایک عیسائیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ اپنے اپنے مذاہب کے مطابق عبادت کر سکیں اور اس ہال یا عمارت کو مشترکہ عبادت گاہ کا نام دیا جائے جو وحدت ادیان کی علامت بن کر ابھرے۔ آگے چل کر اس ہال کے تین حصوں کو ایک ہی بنانے اور اس میں ہر تین مذاہب کے لوگوں کو آزادانہ شانہ بشانہ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق دینا ہے۔ ابتدائی طور پر جہاں ایسے مشترکہ ہال تعمیر کرنے میں دشواری ہو وہاں مستقبل کی رہائشی اسکیموں میں عبادت گاہوں کے نام سے پلاٹ اس طرح مخصوص کیے جائیں کہ جب ان پلاٹوں پر مسجد تعمیر ہو تو اسی کے ساتھ ایک طرف چرچ اور دوسری طرف ٹیمپل (یہود کی عبادت گاہ) بھی تعمیر کی جائے۔

اس طرح کی مشترکہ عبادت گاہیں، فوری طور پر بین الاقوامی ہوائی اڈوں، جامعات اور عوامی مقامات پر تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔

دوسری اسکیم یا منصوبہ "مشترکہ کتاب مقدس" کی اشاعت ہے یعنی قرآن اور بائیبل (تورات وانجیل) اس طرح اکٹھے شائع کیے جائیں کہ وہ ایک ہی جلد میں مجلد ہوں اور تینوں مذاہب (اسلام، یہودیت ونصرانیت) کی مشترکہ عبادت گاہوں میں رکھے جائیں۔

ایسے ممالک جہاں ان دو منصوبوں پر کام شروع ہو چکا ہے وہاں آباد مسلمانوں میں سخت غم وغصہ وتشویش پائی جاتی ہے اور وہ علماء اسلام سے اس سلسلہ میں رجوع کر رہے ہیں۔ مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور جامعہ الازہر (مصر) کے رئیس وشیخ الجامعہ کو اس سلسلہ میں روزانہ خطوط موصول ہو رہے ہیں، سعودی عرب کی گرینڈ علماء کونسل کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہو چکا ہے اور اللجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیہ والافتاء (یعنی سعودی عرب کی علمی مسائل ومعاملات اور فتاوی کے سلسلہ میں قائم مستقل کمیٹی) نے اس پر اپنی تفصیلی رائے اخبارات وجرائد کو جاری کی ہے۔

(دیکھئے مجلہ الدعوۃ الریاض)

اسلام تمام ادیان کا ناسخ ہے:

اسلام کے ان اعتقادی اصولوں کے مطابق جن پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اسوقت روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی سچا مذہب نہیں پایا جاتا اور اسلام سابقہ تمام ادیان کا ناسخ اور خاتم ہے۔ چنانچہ کرۂ ارض پر اللہ تعالی کی عبادت کا کامل ترین اور جامع ترین طریقہ سوائے اسلام کے اب اور کوئی نہیں اس سلسلہ میں اس ارشاد باری سے بھی رہنمائی ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے: "ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين" (۱)

(یعنی جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے یا پسند کرے تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ قیامت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام وہ ہے جو آپ لے کر آئے اس کے سوا سب غیر اسلام ہے۔

قرآن سابقہ کتابوں کا ناسخ ہے!

قرآن کریم کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے اور یہ اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی ناسخ ہے خواہ وہ زبور ہو، تورات ہو یا انجیل۔ چنانچہ آپ قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب کے مطابق اللہ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

" وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق " (۲)

(یعنی (اے نبیؐ) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ، تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے (کتاب) ہے اور یہ محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان اس سے جو نازل فرمایا اللہ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے)

تورات وانجیل کے موجودہ نسخے محرف ہیں!

اس نظریہ پر ایمان لانا ضروری ہے کہ تورات وانجیل قرآن سے منسوخ ہو چکیں، پھر ان میں بہت سی تحریف و تبدیلیاں اور کمی بیشی ہو چکی جیسا کہ اس کا ذکر قرآنی آیات میں بھی ہے مثلاً ایک آیت اس سلسلہ میں یوں ہے:

" فبما نقضهم میثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسیة یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به ولا تزال تطلع علی خائنة منهم الا قلیلاً منهم" (۳)

(یعنی بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ اللہ کے کلام کو اپنی اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور آپ ان کی خیانت پر ہمیشہ آگاہ ہوتے رہیں گے بجز ان کے چند آدمیوں کے)۔

ایک اور آیت طیبہ میں ہے " فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله لیشتروا به ثمناً قلیلا فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون" (۴)

(پس ہلاکت ہو ان کے لئے جو خود اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ اس کے بدلے معمولی قیمت وصول کریں، پس ہلاکت ہو ان کے لئے ان کے ہاتھوں سے لکھنے کی وجہ سے اور ہلاکت ان کے لئے اس مال کی وجہ سے جو وہ اس طرح کماتے ہیں)

انہی کے بارے میں اللہ رب العزت نے مزید فرمایا " وان منهم لفریقاً یلوون السنتهم بالکتاب لتحسبوه من الکتاب وما هو من الکتاب ویقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون" (۵)

(بے شک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ موڑتے ہیں تاکہ تم خیال کرنے لگو کہ یہ بھی اصل کتاب ہی سے ہے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اترا اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں)۔

ان آیات طیبات سے واضح ہوا کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں کس قدر من گھڑت باتیں شامل کرکے طرح طرح کی تبدیلیاں پیدا کیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی اس دھاندلی کا پردہ چاک کردیا اور وضاحت فرمادی کہ ان کتابوں میں بہت کچھ رطب ویابس یہ کہکر شامل کردیا گیا کہ یہ اللہ ہی کا نازل کردہ ہے حالانکہ پروردگار نے اسے نازل نہیں کیا۔ اس وضاحت کے بعد یہ بات ازخود ثابت ہوگئی کہ اب ان کتابوں میں اگر کچھ باتیں اصل باقی بھی ہوں تو وہ نزول قرآن سے منسوخ ٹھہریں اور جو اصل نہیں بعد کی شامل کردہ ہیں وہ ازخود باطل ومردود ہیں۔

تورات وانجیل اب قابل استفادہ نہیں!

نزول قرآن کے بعد تورات وانجیل سے استفادہ کرنا یا انہیں قابل استفادہ سمجھنا ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مسند احمد بن حنبل اور سنن دارمی وغیرہ کی روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا اے عمر کیا تم کسی شک میں مبتلا ہو؟ کیا میں تمہارے پاس ایک روشن اور صاف ستھری کتاب نہیں لایا؟ اس وقت اگر میرے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ (۶)

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام اقوام وملل کا ایمان لانا ضروری ہے:

اسلام کے اعتقادی اصولوں میں یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ہمارے نبی ورسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں جیسا کہ خود رب العزت نے صراحت سے فرمایا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔) چنانچہ نبی آخرالزماں علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد اور کوئی نبی و رسول قابل اتباع نہیں رہا اور اگر انبیائے سابقین میں سے کوئی زندہ ہوتا تو اسے بھی حضور ہی کی اتباع کرنا لازم ہوتی۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری ملاحظہ فرمائیے، ارشاد ہے:

واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین (۷)

(اور یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو میں تمہیں کتاب وحکمت سے دوں۔ پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا (اسکے بعد فرمایا) کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر تم نے میرا بھاری ذمہ اٹھا لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے فرمایا) تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ جب وہ قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اور حضور ہی کی شریعت کے احکامات کا نفاذ کریں گے۔ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی اتباع محمد اور پیروی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید میں نازل ہوا فرمایا:

"الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل" (۸)

(کہ وہ لوگ جو اس نبی امی و رسول کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں